ہم نے ہمیشہ مشاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افضال ہر آن نازل ہو رہے ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ رجولائی ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

ہم نے اپنی زندگیوں میں ہمیشہ یہی مشاہدہ کیا ہے کہ:-

''شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے'' (درثمین:۵۴)

نیز یہ کہ:-

''تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے'' (درثمین:۵۴)

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے محبوب مہدی معہودؑ کے غلاموں کو ہر وقت اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازتا رہتا ہے۔ میں اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے دو فضلوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ تحریک جدید نے کئی سال ہوئے کانو (نائیجیریا) میں ایک ہائر سیکنڈری سکول (جس کی حیثیت ہمارے ہاں کے انٹر میڈیٹ کالج کی ہے) کھولا تھا لیکن اس کی ترقی کی راہ میں بہت سی رکاوٹیں تھیں۔ کانو کا علاقہ نائیجیریا کا جو مسلم نارتھ یعنی ''مسلمانوں کا شمالی علاقہ'' کہلاتا ہے اس کا ایک صوبہ ہے۔ مسلم نارتھ وہ علاقہ ہے جس میں حضرت عثمان بن فودی علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ کی بشارتوں کے مطابق اپنے زمانہ میں مجدد بن کر آئے تھے ان کی وفات غالباً ۱۸۱۸ء میں ہوئی یہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے پہلی صدی کے مجدّد

ہیں۔ نائیجیریا کے شمالی علاقوں میں ان کی نسل صاحبِ اثر ورسوخ ہے۔ اکثر لوگ انہی کے ماننے والے اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ یہ علاقہ ایک عرصہ تک ہم پر بند رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کے دروازے ہمارے لئے کھول دیئے۔ کانو میں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب نے بڑی محنت کی اور قربانی دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے ذریعہ وہاں ایک کامیاب ہسپتال جاری ہوگیا پھر وہیں ایک سکول بھی کھل گیا جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے۔

کانو کے مغرب میں سکوتو کا صوبہ ہے جہاں حضرت عثمان بن فودی علیہ الرحمۃ کے بڑے بیٹے کی نسل آباد ہے اور مذہبی اثر ورسوخ اور سیاسی اقتدار کی مالک ہے۔ کانو کا علاقہ ان کے چھوٹے بیٹے کو ملا تھا۔ حضرت عثمان بن فودی علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی میں ہی حصے بانٹ دیئے تھے چنانچہ کانو کا علاقہ ان کے چھوٹے بیٹے کے حصہ میں آیا تھا۔

اس علاقہ میں جب ہمارا ہسپتال اور سکول کھل گیا تو وہاں کے افسروں کا ایک حصہ تو ہمارے ساتھ بڑا تعلق رکھنے لگا لیکن تبلیغ واشاعت کے دروازے کھلنے کی وجہ سے بعض افسروں کی طرف سے بڑی مخالفت رہی اور اب بھی ہے۔ مخالفت سے ہم ڈرتے نہیں کیونکہ یہ تو دراصل ہماری ترقی کے لئے بہت ضروری ہے چنانچہ کانو میں سکول تو کھل گیا لیکن حکومت اس کو مالی امداد دینے کے لئے ایک باقاعدہ سکول کے طور پر ابھی تک تسلیم نہیں کر رہی تھی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ گو ہم نے تمہیں سکول کھولنے کی اجازت تو دے رکھی ہے اور تمہارا سکول عملاً کام بھی کر رہا ہے لیکن تمہارے پاس نہ اپنی زمین ہے اور نہ اپنی عمارت۔ تم کرایہ کی ایک عمارت میں کام کر رہے ہو ہم اسے باقاعدہ سکول سمجھ کر کیسے مدد دینی شروع کر دیں۔ تاہم وہ افسر جو ہم سے اچھا تعلق رکھتے تھے وہ ہمارے سکول کے لئے مالی امداد کے حصول کی برابر کوششیں کرتے رہے اور ادھر مخالفین بھی اپنی مخالفت میں لگے ہوئے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا وہاں سے یہ اطلاع ملی ہے کہ حکومت نے ہمارے اس سکول کے لئے دس ایکڑ زمین عطیہ کے طور پر یا برائے نام قیمت پر دے دی ہے۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

اب یہ روک تو دور ہوگئی ہے۔ انشاء اللہ وہاں سکول کی عمارت بھی بن جائے گی اور باقاعدہ سکول بھی بن جائے گا۔ جب سکولوں کو حکومت کی طرف سے امداد ملنی شروع ہو جائے تو

پھر سکولوں کے اخراجات کا بوجھ کافی حد تک کم ہو جاتا ہے لیکن جب تک امداد نہ ملے ان کا سارا بوجھ جماعت کو اٹھانا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے سکول چلانا کوئی معمولی بات نہیں اس پر بہت زیادہ خرچ آتا ہے۔ ہم نے تو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہوتا ہے۔ وہی ہمیں دیتا ہے اور کہتا ہے خرچ کرو یعنی خود ہی دیتا ہے اور خود ہی خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اور ہمیں ثواب دے دیتا ہے۔ ہم اس کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے بڑے ممنونیت اور حمد سے بھرے ہوئے جذبات رکھتے ہیں۔ پس ایک تو یہ فضل ہے جس کا ذکر میں آج اس خطبہ میں کرنا چاہتا تھا تاکہ یہ بات جماعت کے علم میں آجائے اور ہم سب اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ تحمید اور تسبیح کرنے والے بن جائیں۔

دوسری خوشخبری جس کا میں اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ۱۹۷۰ء میں جب میں مغربی افریقہ کے دورہ پر گیا تو لائبیریا میں پریذیڈنٹ ٹب مین صاحب سے بھی میری ملاقات ہوئی۔ ہمارے مبلغ نے گوان سے یہ تو کہا تھا کہ حضرت صاحب یہاں آئے ہوئے ہیں آپ اس موقع پر ہمارے مشن ہاؤس اور ہسپتال وغیرہ کے لئے ہمیں ایک سو ایکڑ زمین کا تحفہ دیں لیکن ان سے یہ نہیں کہا گیا تھا اور نہ خواہش کی گئی تھی نہ ہمارا خیال تھا اور نہ ایسا خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ وہ جو استقبالیہ دعوت دیں گے اس میں اس کا اعلان بھی کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیں جو استقبالیہ دیا جس میں سب وزراء اور بڑے بڑے افسر اور دیگر صاحب اثرورسوخ شہری بھی شامل تھے۔ اس میں انہوں نے اپنی تقریر کے دوران اچانک یہ اعلان بھی کر دیا کہ میں نے جماعت احمدیہ کو سو ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا ہے اس موقع پر ان کے ذہن میں یہ بات پیدا ہوئی اور اس کا انہوں نے اظہار کر دیا۔ میں سمجھتا ہوں اس میں ضرور کوئی خدائی حکمت تھی کیونکہ بعد میں جو حالات پیدا ہوئے ان سے بھی یہ پتہ لگتا ہے کہ بڑا اچھا ہوا بھری محفل میں حکومت کے سب ذمہ دار افراد کی موجودگی میں ان کے پریذیڈنٹ کی طرف سے یہ اعلان ہو گیا کہ میں نے امام جماعت احمدیہ کو ایک سو ایکڑ زمین دینے کا وعدہ کیا ہے۔

جب میں وہاں گیا تھا تو اس وقت ان کی عمر ۸۵ سال کے لگ بھگ تھی۔ گو بڑے بوڑھے آدمی تھے لیکن بڑی ہمت والے انسان تھے پچھلے سال ان کی وفات ہوگئی۔ زمین کے

متعلق دفتری کارروائی جاری رہی تھی یہ کارروائی بہرحال کچھ وقت لیتی ہے۔ پھر وہاں کی اکثر زمینیں جنگلات کی صورت میں پڑی ہوئی ہیں۔ جنگلات بھی ایسے کہ جن میں نہ کوئی پٹواری گیا اور نہ کوئی قانون گو، جن میں نہ کوئی نشان لگا اور نہ حد بندی ہوئی بس ایک وسیع جنگل ہے جو خالی پڑا ہوا ہے۔

علاوہ ازیں وہاں پر زمین کی دوہری ملکیت ہے۔ حکومت بھی مالک ہے اور کئی افراد یا پرانے قبائل کی بھی ملکیت ہے۔ جب کوئی حصہٗ زمین فروخت ہوتا ہے تو اس کی قیمت کا ایک حصہ حکومت لیتی ہے اور ایک حصہ قبائل کو ملتا ہے۔ یہ گویا کچھ اس قسم کا انتظام ہے جو ہمارے یہاں سے بالکل مختلف ہے۔ مجھے اس کی تفصیل کا پورا علم بھی نہیں۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے ملک سے ان کا انتقال اراضی کا نظام بہت مختلف ہے۔

غرض پریذیڈنٹ ٹب مین صاحب کی زندگی میں تو سوا ایکڑ زمین ہمیں نہ مل سکی لیکن جب ان کی وفات ہوئی تو چونکہ ان کے آئین کے مطابق وہاں کا نائب صدر نئے انتخابات تک صدر بن جاتا ہے اسلئے مسٹر ٹالبرٹ جو وہاں کے نائب صدر تھے اور بڑی اچھی شخصیت کے مالک تھے صدر بن گئے ان سے بھی میری ملاقات ہوئی تھی۔ یہ بھی ہمارے ساتھ بڑا تعلق رکھتے تھے لیکن جو تعلق پریذیڈنٹ ٹب مین کے دل میں ہمارے لئے تھا جس کا انہوں نے اظہار بھی کیا تھا۔ مسٹر ٹالبرٹ کا ہمارے ساتھ ویسا تعلق تو نہیں تھا لیکن پھر بھی مسٹر ٹالبرٹ ہم سے بڑا اچھا تعلق رکھتے تھے۔ ان کے زمانہ میں بھی ہمارا یہ معاملہ سرخ فیتہ کی زد میں رہا۔ ایک لمبے عرصہ تک کارروائی ہوتی رہی کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کب اور کیا فیصلہ ہوگا؟ کبھی کوئی مشکل پیش آ جاتی تھی کبھی کہتے تھے دستاویز کے الفاظ درست نہیں۔ غرض یہ معاملہ بڑے لمبے عرصہ تک چلتا رہا یوں سمجھئے کہ اس بات کو قریباً تین سال ہوگئے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اب چند دن ہوئے اطلاع آئی ہے کہ ہمارے حق میں فیصلہ ہوگیا ہے۔ پہلے یہ اطلاع ملی کہ پریذیڈنٹ ٹالبرٹ نے نقشہ پر منظوری دیدی ہے لیکن کچھ قانونی کام کرنے باقی ہیں۔ پھر اب یہ اطلاع ملی ہے کہ باقاعدہ منظوری کے بعد دستاویز ہائیکورٹ میں رجسٹر ہوگئی ہے گو اس میں انہوں نے ایک شرط تو لگائی ہے اور وہ شرط یہ بتاتی ہے کہ انہوں نے اس کا کچھ بھی نہیں لیا یا اگر کچھ لیا ہے

تو وہ بھی برائے نام ہے یوں سمجھیں کہ بالکل مفت ملی ہے لیکن وہ شرط ہے بالکل جائز۔ شرط یہ ہے کہ جن مقاصد کے لئے زمین دی گئی ہے اگر جماعت احمدیہ اس کا استعمال نہ کرے یا نہ کرنا چاہے یا نہ کرسکتی ہو تو وہ اس زمین کو بیچ نہیں سکتی بلکہ یہ حکومت کو واپس چلی جائے گی۔ یہ شرط معقول ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ یہ تو سو ایکڑ ہیں۔ ہمیں تو انشاء اللہ اگلے دس پندرہ سال میں وہاں کے لئے معلوم نہیں مزید کتنے سینکڑے ایکڑ زمین کی ضرورت ہوگی۔

غرض لائبیریا میں زمین مل گئی ہے اس زمین کو جلد استعمال میں لانے کے لئے ایک تو فوری طور پر وہاں ایک سکول کھلنا چاہیئے دوسرے ہسپتال کھولنے کے لئے ایک ڈاکٹر جانا چاہیئے تیسرے سکول اور ہسپتال کی عمارتوں پر رقم خرچ کرنی پڑے گی شروع میں میرا خیال ہے کہ شاید آٹھ دس ہزار پاؤنڈ (قریباً ۲ لاکھ ۷۰ ہزار روپے) کی رقم درکار ہے۔ بعد میں تو مزید اخراجات بھی ہوتے ہیں جو بہرحال کرنے پڑتے ہیں یہ دس ہزار پاؤنڈ بھی بڑی رقم ہے خصوصاً آجکل کے حالات میں جب کہ زرِمبادلہ کی پاکستان میں کمی ہے۔ اس لئے یہاں سے تو یہ رقم بھجوانا سرِدست مشکل ہے ہمیں ملک پر بوجھ بھی نہیں ڈالنا چاہیئے۔ یہ بوجھ تو انشاء اللہ بیرون پاکستان کی جماعتیں اٹھالیں گی۔ (انگلستان نے نصرت ریزروفنڈ میں ۵۲ ہزار پاؤنڈ کے وعدے کئے تھے ان کی طرف سے ۳۵ ہزار پاؤنڈ سے زائد ادائیگی ہوچکی ہے بقیہ رقم بھی وہ جلد ادا کردیں گے یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے پیسوں کا انتظام کرتا ہے اب لائبیریا کے سکول اور ہسپتال کے لئے بھی کردے گا۔

بہرحال یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایک نئے ملک میں ایک چھوٹے کالج (جو بعد میں کسی وقت بڑا بھی ہوسکتا ہے) اور ایک بڑے ہسپتال کیلئے ایک سو ایکڑ زمین دے دی ہے۔ جماعت کو اپنے رب کریم کی کثرت سے حمد کرنی چاہیئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا پیار ہمارے لئے اور زیادہ جوش میں آئے اور زیادہ حسین پیرایہ میں جلوہ گر ہو۔ ہم ہر آن اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کے مورد ٹھہریں۔

اللہ تعالیٰ کا ہر چھوٹا اور بڑا فضل انسان پر ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے یوں ویسے اللہ تعالیٰ کا کوئی فضل چھوٹا تو نہیں ہوتا البتہ نسبتی لحاظ سے اپنی ہی دینی حالت اور ذمہ داری کے مقابلہ

میں ہم کسی کو چھوٹا اور کسی کو بڑا کہہ دیتے ہیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ ۱۰۰ ایکڑ زمین مل گئی۔ لیکن اس فضل کے ساتھ ہی جماعت پر یہ ذمہ داری بھی آ پڑی ہے کہ جماعتیں ڈاکٹر مہیا کریں۔ اساتذہ دیں اور اخراجات کے لئے رقم فراہم کریں جب آپ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے یہ انتظام کرلیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اس سے بھی بڑا فضل نازل فرمائے گا۔ ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہر آن زیادہ شدت کے ساتھ نازل ہو رہے ہیں جس وقت خدا تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کو لائبیریا میں سکول اور ہسپتال کے لئے عمارتیں بنانے اور اساتذہ اور ڈاکٹر بھجوانے کی توفیق عطا فرمائے گا تو پھر آپ کی ذمہ داری اور بڑھ جائے گی۔ ان لوگوں کی تربیت کرنے اور ان سے پیار کرنے کی ذمہ داری بہت بڑھ جائے گی۔ وہ قومیں پیار کی بھوکی ہیں آپ کو اسی حسین قول اور شیریں گفتار کے ساتھ ان سے پیش آنا پڑے گا جس طرح کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کے ساتھ الفت اور اخوت کی تعلیم دی اور خود اس پر چل کر دکھایا تھا۔ بنی نوع انسان کے دل جیتنے کی ذمہ داری سے کما حقہ عہدہ برآ ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اور بنی نوع انسان سے الفت اور اخوت کا کوئی موقع رائیگان نہ جانے دیں۔ یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل چلتا رہے گا اور اس میں وسعت پیدا ہوتی رہے گی۔ اس لئے آئندہ نسلوں کی تربیت کی ذمہ داری کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے یہ بڑا اہم کام ہے آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت کی ضرورت دن بدن بڑھ رہی ہے کیونکہ ہر نسل تعداد میں پہلے سے زیادہ ہوتی ہے خدا تعالیٰ کا یہی قانون چل رہا ہے اسلئے جہاں جماعت احمدیہ پر ہر آن اللہ کا فضل نازل ہو رہا ہے وہاں ہر فضل پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں بھی ڈالتا ہے اور ساتھ ہی پہلے سے بڑھ کر الٰہی فضلوں کو جذب کرنے کے سامان بھی پیدا کرتا ہے اسی طرح یہ تسلسل جاری رہتا ہے۔ اسی حقیقت کو میں عام طور پر ان الفاظ میں بیان کیا کرتا ہوں، غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر ہنستے مسکراتے آگے بڑھتے چلے جانے کے سامان آپ کے لئے پیدا ہوتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں ہماری زبان پر بے اختیار الحمد اللہ، الحمد اللہ، الحمد اللہ کے الفاظ جاری رہتے ہیں۔

میں ایک اور بات بھی احباب جماعت سے کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ہم نے

اشاعتِ قرآن کا ایک منصوبہ بنایا تھا جس کی خدا تعالیٰ کے فضل سے ابتداء بھی ہو چکی ہے یہ منصوبہ دو حصوں پر مشتمل ہے ایک یہ کہ ہمارا اپنا چھاپہ خانہ ہو دوسرے یہ کہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ دنیا میں کثرت سے قرآن کریم کی اشاعت کی جائے۔ جہاں تک ایک جدید پریس کے قیام کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اس کی ابتداء ہو چکی ہے عمارت زیرِ تعمیر ہے۔ اہلِ ربوہ نے، بچوں نے، بڑوں نے، خدام نے، انصار نے اور اطفال نے حتیٰ کہ اطفال سے کم عمر کے بچوں نے بھی بڑے پیار سے اور بڑی محنت سے اور بڑے استقلال سے تہ خانہ کی کھدائی کا کام مکمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے اہل ربوہ کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ ہماری گردنیں اللہ تعالیٰ کے اس پیار پر اس کے حضور جھک جاتی ہیں۔ تہ خانہ کی کھدائی کے بعد اب تعمیر کا کام شروع ہے جسے اکتوبر نومبر تک مکمل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ تاہم انجینئر صاحب کو میں نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر وہ جلسہ سالانہ سے پہلے پہلے مکمل کر دیں تب بھی غنیمت ہے۔ مجھے تسلی ہو جائے گی اور میں جلسہ پر احباب سے کہہ سکوں گا اور جماعت اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گی کہ پریس کی عمارت تیار ہو گئی ہے اس کے اندر جو مشینیں لگنی ہیں وہ تو پریس کی عمارت کا انتظار کر رہی ہیں۔ جونہی عمارت مکمل ہو گئی وہ لگ جائیں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ منصوبہ جسے اگر چار ادوار میں تقسیم کیا جائے تب بھی پہلے دور کے آخری حصے میں ہے۔ ابھی اس نے تین ادوار میں سے گزرنا ہے۔ جلسہ سالانہ تک عمارت بن گئی تو ممکن ہے کچھ حصہ کام کا بھی شروع ہو جائے گا۔

میں نے اس منصوبہ کے اعلان کے وقت بھی کہا تھا کہ ہمیں ایک نہیں سینکڑوں چھاپہ خانوں کی ضرورت پڑے گی۔ تاہم ایک پریس کا کام شروع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بتایا کہ اس سے بھی ایک بڑا کام ہے تمہیں اس کی طرف توجہ دینی چاہیئے۔ چنانچہ یہ تفہیم ہوئی کہ اس پریس کے علاوہ ہمارے دو اور پریس ہونے چاہئیں ایک افریقہ میں اور ایک براعظم یورپ میں (انگلستان میں) یا جہاں بھی حالات اجازت دیں۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں ربوہ میں ایک جدید پریس کے قیام کا منصوبہ پچھلے حصہ سے تعلق رکھتا ہے دوسرے مرحلے میں قرآن عظیم کی ہر گھر اشاعت کا کام کرنا ہے اب تک اسّی ہزار کے قریب قرآن کریم انگریزی ترجمہ اور

سادہ چھپ چکے ہیں جس میں کچھ حمائل قرآن کریم انگریزی ترجمہ کیساتھ ہیں اور کچھ جیبی سائز جن کا بڑا حصہ افریقہ میں بھجوایا گیا تھا وہاں وسیع پیمانے پر انکی اشاعت کی گئی ہے مثلاً غانا میں تو یہ سارے اچھے ہوٹل جو حکومت غانا کے پاس ہیں اور ان کے کمروں کی مجموعی تعداد غالباً ۸۲۸ ہے پچھلے دنوں ایک خاص تقریب میں جس کی تصویریں یہاں بھی آئی ہیں ان سب کمروں میں رکھنے کے لئے ۸۲۸ قرآن عظیم کے نسخے ہوٹلوں کے انچارج کو پیش کئے گئے اس نے اس موقع پر ایک بڑی اچھی تقریر کی اور جماعتِ احمدیہ کی تعلیمی مساعی کی تعریف کی حالانکہ وہ خود عیسائی ہے۔ اس تقریر سے پتہ لگتا ہے کہ غلبۂ اسلام کی مہم کو سر کرنے کے لئے احمدیہ تحریک جسے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ہاتھ سے جاری کیا ہے اس کا عیسائیوں پر کتنا اثر ہے۔

مجلس نصرت جہاں نے ایک چھوٹا سا باتصویر رسالہ انگریزی میں طبع کروایا ہے جس میں یہ تقریر بھی شامل ہے۔ اس میں چند ایک واقعات لے کر بتایا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی کس طرح اشاعت کی جارہی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی زیرِ طبع ہے وہ بھی انشاء اللہ جلد شائع ہوجائے گا۔ آپ دیکھیں گے تو بہت خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بڑی حمد کریں گے۔ اس رسالہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل دیکھ کر آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کی تحریک پیدا ہو۔ جو دوست انگریزی جانتے ہیں وہ انگریزی میں لیں اور کالجوں کے طلبہ اور دوسرے احباب میں تقسیم کریں۔ اس کی تعداد بہت کم ہے انگریزی میں شاید تین ہزار کی تعداد میں چھپا ہے اور اردو میں پانچ ہزار کی تعداد میں زیرِ طبع ہے۔ احباب ایک ایک کاپی لے کر خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھائیں۔

اسی طرح سیرالیون اور نائیجیریا میں بھی بہت سے ہوٹلوں میں ہر ہوٹل کے کمروں کی تعداد کے مطابق انگریزی ترجمہ والا قرآن کریم رکھوا دیا گیا ہے۔ اس کا ایک اثر تو ہوٹلوں کی انتظامیہ پر پڑا ہے دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ خود ہی سامان پیدا کر دیتا ہے۔ جب تک ہوٹلوں کے مالکوں کو کوئی جماعت قرآن کریم پیش کرنے کے قابل نہیں تھی تو ان پر یہ اعتراض وارد نہیں ہوتا تھا کہ تم بائیبل رکھتے ہو قرآن کریم کیوں نہیں رکھتے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرتا تو وہ بڑے آرام سے کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم بائیبل اس لئے رکھتے ہیں کہ بائیبل سوسائٹیز ہمیں بائیبل رکھنے

کے لئے دیتی ہیں تم قرآن کریم لاؤ ہم وہ بھی رکھ لیں گے۔ ان کی یہ فراخ دلی جو اس وقت وہ دکھاتے تھے اب ہمارے کام آ گئی چنانچہ اب کئی ہوٹل والے ایسے بھی ہوں گے جو دل میں کڑھتے ہوں گے کہ یہ کیا ہو گیا لیکن اب وہ قرآن کریم رکھنے پر مجبور ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے منہ سے فراخدلی کی باتیں نکلواتا رہا اب وہ انکار نہیں کر سکتے۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہوٹل تو سب کیلئے برابر ہیں وہ انکار کر بھی نہیں سکتے۔

غرض ان میں سے بعض نے تو نیکی کا کام سمجھ کر قرآن کریم رکھ لئے اور ان پر بڑا خوشکن اثر بھی ہوا ہے اور بعض مجبور بھی ہوئے مگر انکار نہ کر سکے۔ یہ باتیں اسی سال ۱۹۷۳ء سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں نے اس سے پہلے کے واقعات نہیں لئے اور نہ وہ کسی رسالے میں پاکستان میں چھپے ہیں اور نہ میں ان کی بات کر رہا ہوں یہ وہ چند واقعات ہیں جو پچھلے چند مہینوں میں رونما ہوئے ہیں۔

بہت سے مسلمان جو ان ہوٹلوں کے کمروں میں ٹھہرے اور وہاں انہوں نے انگریزی ترجمہ قرآن کریم دیکھا تو انہوں نے بڑے تعریفی خطوط لکھے کہ آپ نے بڑا اچھا کیا ہوٹلوں کے کمروں میں قرآن کریم رکھوا دیئے لیکن یہ تو ہماری اس مہم کے ایک حصے کی ایک چھوٹی سی شاخ ہے یعنی اگر ہم ساری دنیا کے تمام ہوٹلوں کے ہر کمرہ میں قرآن کریم مترجم مختلف ملکوں میں ان کی اپنی زبانوں میں رکھنا چاہیں تب بھی ہمارا یہ کام ۱/۱۰۰۰ سے بھی کم ہوگا۔ اس لئے کہ انسان کی مجموعی آبادی کے مقابلہ میں ہوٹلوں کے کمروں کی تعداد شاید ہزار میں ایک بھی نہ ہو حالانکہ ہم نے تو دنیا کے ہر انسان کے ہاتھ میں قرآن کریم پہنچانا ہے اس لئے یہ خیال پیدا ہوا کہ ابھی سے ہمیں اس کا پورا جائزہ لے لینا چاہیئے کیونکہ کسی منصوبہ کو کامیاب بنانے کے لئے پورا جائزہ لینا نہایت ضروری ہے اس کے بغیر صحیح منصوبے نہیں بنتے اور نہ کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں۔ گویا ہم نے اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ یورپ میں کس جگہ باآسانی ہم اپنا پریس کھول سکتے ہیں اور افریقہ میں کون سا ملک اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہے۔

چنانچہ اس وقت تک جو اشاعت قرآن کریم ہوئی ہے اس میں افریقہ کا زیادہ حصہ ہے یہ کام ''نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم'' کے ماتحت ہو رہا ہے لیکن جماعت احمدیہ کا کام تو بہت

پھیلا ہوا ہے اس سارے کام کے ہزارویں حصہ تک نصرت جہاں سکیم کا کام منحصر ہے لیکن چونکہ نصرت جہاں منصوبہ کے ساتھ اس کی ابتداء ہوئی تھی اس لئے قرآن کریم کی زیادہ اشاعت بھی افریقہ میں ہوئی خصوصاً ان ملکوں میں جن کا میں نے دورہ کیا تھا۔ وہاں سے کئی عیسائی طالب علم بچے مجھے خط لکھ دیتے ہیں کہ ہمیں قرآن کریم مترجم بھجوائیں۔ میں ان کو لکھ دیتا ہوں کہ وہاں کے امیر سے ملو۔ ایک طالب علم نے مجھے لکھا کہ ایک نسخہ بائیبل کا اور ایک قرآن کریم مترجم کا بھجوا دیں وہ شاید عیسائیت اور اسلام کا موازنہ کر رہا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہدایت کی راہیں کھول دی ہیں اور وہ اسلام میں بہت دلچسپی لینے لگ گئے ہیں۔

امریکہ اور انگلستان میں اور اسی طرح یورپ کے دوسرے ممالک میں اشاعت قرآن کریم کا جو کام ہے وہ کچھ مختلف ہے اور حقیقی معنی میں ابھی اس کی ابتدا بھی نہیں ہوئی وہاں اشاعت کے کام میں بھی وہ وسعت پیدا نہیں ہوئی جو افریقہ میں پیدا ہو چکی ہے۔ قرآن کریم کے بہت کم نسخے یورپ و امریکہ میں گئے ہیں اور ان میں سے بھی زیادہ احمدی دوستوں نے خریدے ہیں۔ دراصل ملک ملک کے مزاج میں فرق ہوتا ہے جس کاغذ پر ہم نے قرآن کریم چھپوایا ہے وہ بڑا اچھا ہے۔ پاکستان میں کسی آدمی کو اس کاغذ پر اعتراض نہیں ہوگا۔ اسی طرح افریقہ میں بھی بہت پسند کیا جاتا ہے۔ وہاں تو میں نے دیکھا ہے کہ جو قرآن کریم بعض انجمنوں کی طرف سے وہاں بھجوائے جاتے ہیں ان کا کاغذ تو بہت ہی معمولی ہوتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے ردّی کے ڈھیر میں سے کاغذ اٹھا کر اس کے اوپر قرآن مجید جیسی عظیم کتاب کی طباعت کر دی ہے لیکن اس وقت امریکہ کا معیارِ طباعت سب سے اونچا ہے۔ روس کا ہمیں پتہ نہیں البتہ چین کا معیار بھی بہت بلند ہے امریکہ سے کم نہیں۔ یورپ کا معیار طباعت میں بڑا اونچا ہے شاید اتنا اونچا تو نہ ہو جتنا امریکہ کا ہے لیکن اگر فرق بھی ہے تو انیس بیس کا ہے اس سے زیادہ نہیں۔ ہم نے اس وقت تک جو قرآن کریم انگریزی ترجمہ والے چھپوائے ہیں ان کا کاغذ اور چھپوائی امریکہ اور یورپ کے معیار کے مطابق نہیں۔ اس لئے لجنہ اماء اللہ انگلستان نے لجنہ کے پچاس سالہ جشن کے موقع پر خلافت کو کچھ رقم بذریعہ چیک پیش کی تھی تو میں نے کہا یہ پیسے وہیں رکھو۔ اس رقم سے جماعت کے لئے کوئی چیز تحفۃً بھجوا دینا۔ چنانچہ بعد میں ہم نے

انہیں مشورہ دیا کہ اچھے کاغذ کا تحفہ بھجوا دو تا کہ تمہارے خلوص کا ہدیہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں تم نے پیش کیا ہے اس کو ہم ایسے کام میں استعمال کریں کہ وہ تمہارے لئے وہاں بہت بڑے ثواب کا موجب بن جائے۔ چنانچہ کم وبیش چار ہزار پاؤنڈ کا کاغذ سویڈن سے خریدا گیا ہے اورانشاء اللہ اسی ماہ وہاں سے چل پڑے گا۔ ہمارا اندازہ ہے کہ اس پر قرآن کریم حمائل (درمیانہ سائز) کے چودہ پندرہ ہزار نسخے چھپ جائیں گے اور باوجود اس کے کہ وہ بھی اسی پریس میں چھپیں گے جس میں پہلے چھپے ہیں ان کی طباعت بدرجہا اچھی ہوگی کیونکہ کاغذ اچھا ہے۔ طباعت کی ایک خرابی اس وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے کہ پاکستانی کاغذ کہیں سے موٹا ہوتا ہے اور کہیں سے پتلا۔ جہاں زیادہ موٹا ہوتا ہے وہاں پریس کی سیاہی پھیل جاتی ہے اور جہاں پتلا ہوتا ہے وہاں الفاظ کا ایک سایہ سا آتا ہے الفاظ پوری طرح نہیں ابھرتے لیکن جو کاغذ سویڈن سے آرہا ہے وہ اس لحاظ سے بھی اچھا ہے کہ اس کی موٹائی ہر جگہ برابر ہوتی ہے اس لئے اس پر قرآن کریم کی طباعت بھی عمدہ اور دیدہ زیب ہوگی۔ پھر یہ نسخے ہم امریکہ اور یورپ بھجوائیں گے۔ اور وہاں ایک منصوبہ کے تحت قرآن کریم کی اشاعت کی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ وہاں بھی ہوٹلوں میں رکھوانے کا پروگرام بنایا جائے افریقہ کے ہوٹل یورپ اور امریکہ کے ہوٹلوں کی نسبت غریب ہیں اس لئے ہمیں ان کو قرآن کریم مفت بھی دینے پڑتے ہیں لیکن امریکہ اور یورپین ممالک بڑے امیر ہیں وہ پیسے بھی خرچ کر سکتے ہیں ان سے ہم یہ کہیں گے کہ تم قرآن کریم خریدو اور ہوٹلوں میں رکھو کیونکہ ہم مسلمان بھی تمہارے ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں اس لئے جہاں عیسائیوں کے لئے تم نے بائیبل رکھی ہوئی ہے وہاں مسلمانوں کے لئے قرآن کریم بھی رکھو مجھے امید ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے ہوٹل تیار ہو جائیں گے کیونکہ یہ ملک اپنے ہوٹلوں سے بہت زیادہ کما رہے ہیں۔ ان کے لئے فی کمرہ ایک پاؤنڈ خرچ کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے بعض ہوٹلوں کے ایسے سلسلے قائم ہیں جن کی یومیہ آمد کروڑوں میں ہے ان کے لئے ایک پاؤنڈ قرآن کریم پر خرچ کرنا بہت معمولی بات ہے تاہم ہمارے لئے یہ امر ازبس ضروری ہے کہ قرآن عظیم کو ان کے سامنے ایسی عمدہ حالت میں پیش کریں کہ وہ ظاہری طور پر بھی دنیوی معیار کے مطابق ہو گویا جہاں قرآن کریم دینی اور دنیوی ہر دو لحاظ

سے اچھا ہے وہاں اس کی طباعت بھی ہر لحاظ سے معیاری ہونی چاہیئے۔

پس یہ ایک منصوبہ ہے جو ذہن میں آیا ہے اسی طرح کچھ اور جماعتی کام ہیں۔ ان کاموں کا پورا جائزہ لینے اور بیرونی جماعتوں کے بعض احباب سے مشورہ کرنے کے لئے میں نے سوچا کہ مجھے اس سال کچھ عرصہ کے لئے انگلستان جانا چاہیئے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو میں انڈونیشیا کی جماعتوں کا دورہ کروں۔ پچھلے سال ان سے وعدہ بھی کیا تھا لیکن حالات ایسے تھے کہ ہم وہاں نہیں جا سکے لیکن اس دفعہ بڑی شدید تحریک پیدا ہوئی کہ قرآن کریم کے کام میں وسعت پیدا کرنے کے لئے وہاں خود جا کر احباب سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ اس لئے ہم نے فی الحال انڈونیشیا کا دورہ ملتوی کر دیا ہے اور انگلستان جانے کا پروگرام بنایا ہے اس سلسلہ میں دعائیں کی بھی ہیں اور دعائیں کروائی بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بعض بندوں نے خدا تعالیٰ سے بڑی بشارتیں بھی حاصل کی ہیں اور کچھ انذاری پہلو بھی سامنے آئے ہیں لیکن ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور کامیابی حاصل ہوگی۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔

چنانچہ اس بارہ میں مَیں نے چند دوستوں سے پہلے بھی درخواست دعا کی تھی۔ انہوں نے بھی دعائیں کیں۔ اب میں ساری جماعت کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ ساری جماعت دعا کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور برکت کے ساتھ اس سفر کی توفیق عطا فرمائے۔ اسلام کی عالمگیر اشاعت اور ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں جو ارادے اور خواہشات پیدا کرتا ہے وہ خود ہی اپنے فضل سے ان کے پورا کرنے کے سامان بھی پیدا کر دے تا کہ اسلام کو بہت ترقی بھی ہو اور اس کے عالمگیر غلبہ کی نئی سے نئی راہیں بھی کھلتی چلی جائیں جس سے ہمارے دل بھی خوشی اور راحت محسوس کریں اور ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان بھی پیدا ہوں۔ ہماری روح بھی اسلام کے عالمگیر غلبہ و کامیابی سے حقیقی لذّت اور سرور حاصل کرے۔

پس اللہ تعالیٰ کے مزید فضلوں کی تلاش میں آٹھ دس دن تک وہاں کے لئے روانگی ہوگی اور چند ہفتے وہاں قیام ہوگا۔ دوست آج ہی سے دعائیں کرنا شروع کر دیں تا کہ جو غرض ہماری زندگی کی ہے، جو غرض ہماری زندگی کے ہر منصوبے کی ہے اور جو غرض ہماری زندگی کے

ہر منصوبے کی ہر شاخ کی ہے وہ پوری ہو اور آخری غلبۂ اسلام کا دن جلد سے جلد اور قریب سے قریب تر آتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کے نتائج احسن رنگ میں نکالے۔ دنیا میں صرف وہی انسان مظلوم نہیں جس پر دوسرے انسانوں نے ظلم کیا ہو اس سے بھی زیادہ مظلوم وہ شخص ہے جس پر شیطان نے ظلم کیا ہو اس لئے میں یہ کہوں گا کہ اس مظلوم دنیا کو ظلم سے نجات دلانے کے لئے اپنی زندگی کو، اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو اور اپنے آرام کو غرضیکہ اپنا سب کچھ قربان کر دینا چاہیئے تاکہ وہ لوگ جو شیطانی حملوں کی وجہ سے مظلوم بن گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار اور اس کی محبت سے محروم ہو چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مظلومیت کے دور کو ختم کر دے اور اس کے پیار کے سایہ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں سارے کے سارے بنی نوعِ انسان پھر سے امت واحدہ بن کر آ جمع ہوں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

پس دوست دعائیں کریں اور بہت دعائیں کریں دن کو بھی دعائیں کریں اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر بھی دعائیں کریں۔ نمازوں میں بھی دعائیں کریں اور نوافل میں بھی دعائیں کریں۔ غرض اٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں اور اس کی توحید کو قائم کرنے کے لئے اس کی مدد اور نصرت کے حصول کے لئے اس کے سامنے عاجزانہ ہاتھ پھیلائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھوں کو جو اس کے سامنے پھیلے ہوں اور آپ کی جھولیوں کو جو اس کے سامنے پھیلی ہوں اپنی رحمتوں اور فضلوں سے اس طرح بھر دے کہ ان میں کوئی مزید گنجائش باقی نہ رہے اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے اور جماعت احمدیہ کو جو ادنیٰ خادم ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حقیر بچے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب مہدی معہودؑ کے، انہیں اپنی رحمتوں اور فضلوں کے حصول کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے اور ہمیشہ ہی اپنے فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنائے رکھے۔ اللھم اٰمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۷؍جولائی ۱۹۷۳ء صفحہ ۲ تا ۷)

❁❁❁